

اقبال مجید

1934



اقبال مجید ضلع سیتاپور (اُتر پردیش) میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے کیا۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد کچھ عرصے تک اسکول میں پڑھاتے رہے اس کے بعد آل انڈیا ریڈ یو سے وابستہ ہو گئے۔ ملازمت کے دوران انھیں کئی شہروں میں رہنا پڑا۔ مالوہ کی پُر فضا سرزاں میں بھوپال ان کی ملازمت کا آخری پڑاؤ تھا، جہاں وہ اسٹینٹ ایمینڈائریکٹر کے عہدے سے سبکدوش ہوئے۔ بالآخر بھوپال ہی میں انھوں نے مستقل سکونت بھی اختیار کر لی۔

اقبال مجید، عہدہ جدید کے ایک نامور افسانہ نگار ہیں۔ انھوں نے کئی اعلیٰ درجے کے ڈرامے بھی لکھے ہیں۔ ”نمک“ اور ”کسی دن“، ان کے دوناول ہیں۔ ”دو ہیگے ہوئے لوگ“، ”ایک حلقویہ بیان“، ”شہر بد نصیب“ اور ”تماشا گھر“ ان کے انسانوی مجموعے ہیں۔ اقبال مجید کا تعلق اس نسل سے ہے جو 1955-60 کے بعد پروان چڑھی۔ اقبال مجید نے نئے طرز کے کئی افسانے بھی لکھے ہیں جن میں آج کے انسان کی داخلی اور روحانی ابھنوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔ افسانوی بحثیک میں بھی انھوں نے بعض اہم تجربے کیے ہیں۔ تاہم کہانی میں کہانی پن کے عنصر کو انھوں نے برقرار رکھا۔ اقبال مجید نے اپنے افسانوں، ڈراموں اور ناولوں میں سیاسی و سماجی شعور کے ساتھ نفسیاتی بصیرت سے بھی بخوبی کام لیا ہے۔ جدید اردو افسانے کی تاریخ میں اقبال مجید کا ایک نمایاں مقام ہے۔

سکون کی نیند

میرے بزرگوں کا پیشہ داستان گوئی تھا۔ میں بھی اپنا پیٹ پالنے کے لیے یہ پیشہ اختیار کر چکا ہوں۔

میری ایک وقت کی روٹی کا انتظام ہو جائے، بس اس امید پر میں آپ کو ایک دل چسپ داستان سنارہا ہوں۔

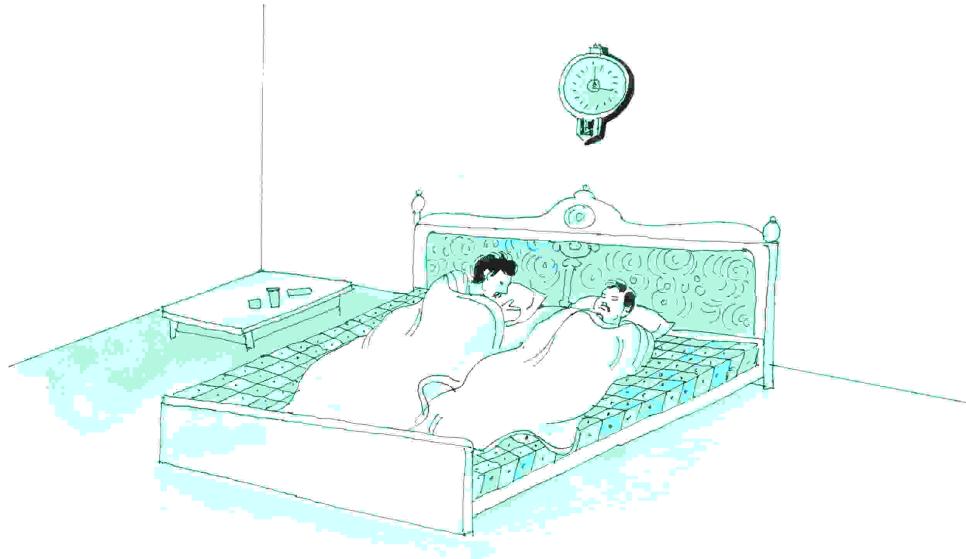
تو شروع کرتا ہوں نام لے کر اس خدا کا، جس نے یہ دنیا بنائی۔ اُسی خدا کی خدائی میں ایک ملک تھا کہ نام تھا جس کا ملک ہوا، کیونکہ وہاں کے باسی ہواؤں سے ہی اپنی ضرورت پوری کیا کرتے تھے۔ اُس ملک ہوا کا بادشاہ جب مرنے لگا تو اپنے جوان بیٹے کو یہ وصیت کی کہ بیٹا اپنے محل کے سارے کمرے کھولنا مگر وہ تالا کبھی نہ کھولنا جو ایک سرگ کے دروازے پر لگا ہے، کیونکہ اس سرگ میں آگ، پانی، مٹی اور ہوا ایک ساتھ قید ہیں اور یہ ایک ایسا عجوبہ ہے جو ملک ہوا کے باشندوں کی عقل و فہم سے باہر ہے۔

بادشاہ کی موت کے بعد نوجوان شہزادے کے دل میں اس سرگ کا راز جاننے کی بے چینی ایسی بڑھی کہ تلاکھوں سرگ کے اندر قدم رکھ دیا اور پہنچ گیا ایسی دنیا میں جہاں دو طرح کے انسان پائے جاتے تھے۔ ایک وہ جو جی رہے تھے اور دوسرے وہ جو جیتے جی مر رہے تھے..... سبب معلوم کرنے پر اسے پتہ چلا کہ اس ملک میں وہی جی سکتا تھا جس کے پاس واخر مقدار میں پیشہ تھا، کیونکہ وہاں ہواؤں کے بجائے ساری ضرورتیں پیسے سے ہی پوری کی جاتی تھیں۔

شہزادے نے دعائیں پڑھیں اور ہواؤں کی دیوی کو آواز دی۔ دیوی آئی تو شہزادے نے اس ملک کی پریشان حال جتنا کا احوال بتایا اور منٹ کی کہ وہ ان سب کو پیسے سے مالا مال کر دےتا کہ سب آرام اور سکون سے رہ سکیں۔ دیوی نے شہزادے کی سفارش پر ایسا ہی کیا۔ پھر تو دوسرے ہی دن سے اس ملک کے مردوزن، بوڑھے اور بچے جب سوکر اٹھتے تو دیکھتے کہ ان کے تیکے کے نیچے دولاکھ روپ رکھے ہوئے ہیں۔

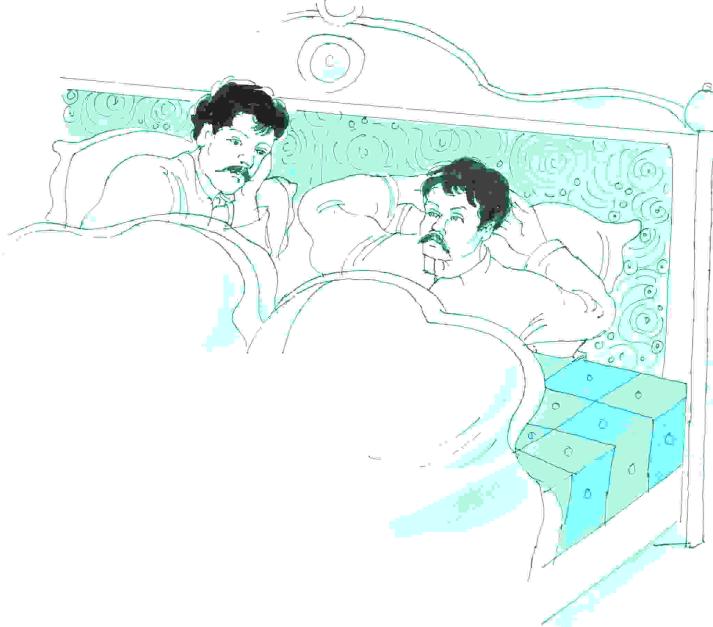
پہلے تو ان نوٹوں کو نعلیٰ سمجھا گیا، لیکن جب سرکار نے یہ اعلان کیا کہ وہ سب ہی نوٹ اصلی ہیں، کیونکہ ان نوٹوں کے بدلتے میں سرکار کے خزانے میں اتنا سونا بھی روز بروز بڑھتا جا رہا ہے، تو بہت سوں کا مارے خوشی کے ہارٹ فیل ہو گیا۔ جو پہلے سے کروڑ پتی اور ارب پتی تھے ان کی سب سے بڑی پریشانی مزدور تھا، جو آنکھ میں لگانے کو بھی نہ ملتا تھا۔ کارخانے

بند ہونا شروع ہو گئے تو دوسرے ملکوں نے اپنارڈی سامان پہنچانا شروع کر دیا۔ ملک کے بڑے بڑے انجینئر، سائنسٹ، ٹیکنوقریٹ کوڑی کے تین ہو گئے۔ باہر کے ملکوں نے جب تجارت کے نام پر دھاندلی شروع کر دی اور ایک ہزار روپے میں ایک ماچس بچنا شروع کر دی تو حکومت بوکھلا گئی لیکن اس دن تو حکومت کے ہاتھوں کے طوطے ہی اڑ گئے، جب اسے معلوم ہوا کہ ملک کے کسان اپنی دولت چکے چکے دوسرے ملکوں کے میکوں میں جمع کر کے، کھکتے جا رہے ہیں اور فصل اگانا توہین آمیز کام سمجھنے لگے ہیں۔ یہ دیکھ کر حکومت نے اپنے سارے اعلیٰ دماغوں کو یکجا کیا۔ بڑے بڑے سینما کیے۔ سوال یہ تھا کہ کیا ملک کے سو فیصدی لوگ ایک ساتھ ایک جیسے مالدار ہو سکتے ہیں۔ کیا سب کو مالدار ہو جانے دیا جائے؟ جواب ملا۔ نہیں۔ ایسا کبھی نہ ہونا چاہیے۔



بڑے بجٹ مباحثے کے بعد یہ پتہ چلا کہ مالدار ہونے کی یہ بیماری اس لیے ہے کہ لوگ رات کو سوتے ہیں اور سویرے اٹھ کر تکیہ ہٹاتے ہیں تو روز دوا کھ پاتے ہیں۔ اس بات پر جب اور تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ دیوی نے یہ شرط لگائی تھی کہ جو صبح سو کر اٹھنے والا اس کے تکیے کے نیچے سے یہ دولت نکلے گی۔ اس کی تصدیق کے لیے حکومت نے تجربے کے طور پر کچھ لوگوں کو ایک رات جگائے رکھا اور صبح ہونے پر سوئے بغیر ان لوگوں نے جب اپنے تکیے کو ہٹایا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ یہ دیکھ کر حکومت کو کافی تسلی ہوئی۔ اس نے ملک کے چوٹی کے سائنسٹوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا کہ اگر اس ملک کو تباہی سے بچانا ہے تو ملک

میں دولت کی اس بیہودہ تقسیم کو ختم کرنا ہی ہوگا۔ دولت تو کمانے کی چیز ہے جو پڑی مل جائے اور وہ بھی ایک ہی وقت میں سب کوں جائے اسے خدا کا عذاب کہا جائے گا، دولت نہیں۔ سامنے دنوں نے اس سلسلے میں حکومت کے خیال کی تائید کی تو طے پایا کہ کوئی ایسی دوا ایجاد کی جائے جو لوگوں کی راتوں کی نیند چھین لے۔ بڑی عرق ریزی کے بعد سامنے دنوں نے ایک ایسا انجشن تیار کیا جس کے لگانے سے آدمی کو میتوں نیند نہ آئے۔ ان انجشنوں کو سرکاری اپستالوں میں گلوکوز کے نام سے پہنچایا گیا۔ جہاں ہزاروں شہریوں کو سرکاری کارندے روز پکڑ کر لاتے اور انھیں یہ گلوکوز چڑھادیا جاتا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس ملک کی آدمی سے زیادہ آبادی نے رات کو سونا چھوڑ دیا اور وہ کچھ ہی دنوں میں کنگال ہو گئی۔ یہ آبادی راتوں کو جاگتی تھی اور دن بھر اپنی مفلسی پر آہیں بھرتی تھی۔



سامنے دنوں کی مدد سے جب حکومت نے ایک خاصا بڑا نادار مفلس طبقہ تیار کر لیا تو اپنی اس کامیابی پر وہ بے حد خوش ہوئی۔ حکومت کے لوگ آرام سے سوتے تھے اور سوریے دلاکھ پاتے تھے۔ اس خیال نے کہ وہ جب چاہیں کسی کو بھی ایک انجشن لگا کر اس کی کمالی بند کر سکتے ہیں اور اسے پیسے کا محتاج کر سکتے ہیں انھیں فرعون بنادیا۔ تب ہی انھیں پتہ چلا کہ جو انجشن انھوں نے ایجاد کیا تھا اور جس کے سبب ملک کی آدمی سے زیادہ آبادی راتوں کی نیند کھو چکی تھی، اُس آبادی کے لوگوں کے خون میں اس دونے کچھ ایسے اثرات پیدا کر دیے ہیں کہ اگر وہ کسی کو کاٹ لیں تو وہ انسان تڑپے بغیر ختم ہو جایا کرتا ہے۔ کچھ دنوں بعد ان امیروں کو یہ اکشاف ہوا کہ وہ زہر میلے لوگ کھڑکیوں اور روشن دنوں کے راستے خواب گاہوں میں گھستے ہیں اور سوتے ہوئے آدمی

کو کاٹ کر چلے جاتے ہیں۔ اس اکٹھاف نے روز دلاکھ کمانے والوں کی نیندیں کیسے غائب کیں اور کس طرح وہ سارے کے سارے ارب پتی اس خوف سے پریشان ہو کر کہ رات کوئی نادار انھیں کاٹ نہ لے اور وہ سوتے کے سوتے ہی رہ جائیں، اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے بازوؤں میں شب بیداری کا وہ انگلشن لگانے لگے۔ بہر حال اس داستان کا انجام یہ ہے کہ برسوں بعد جب اس شہزادے کا اس ملک کی جانب سے گزر ہوا، تو اس نے دیکھا کہ اس ملک کے باسی خدا سے یہ دُعماً نگ رہے تھے کہ اے خدا تو ہم سے ہمارا سب کچھ لے لے اور اس کے بد لے ہمیں دو پل سکون سے سولینے کی نیند دے دے۔

(اقبال مجید)

مشق

لفظ و معنی

قصہ، کہانی، کہانیوں کا ایک طویل سلسلہ	:	داستان
قصہ سنانے والا، وہ شخص جو قصہ سنانے کا پیشہ اختیار کرے	:	داستان گو
باشندے	:	باسی
سفر کے لیے روانہ ہونے سے پہلے یا مرنے سے پہلے اپنے بیس مانڈگان یا متعلقین کو دی جانے والی ہدایات، آخری نصیحت	:	وصیت
حیرت میں ڈالنے والی چیز، انوکھی چیز	:	عجبہ
بہت زیادہ	:	وافر
سائنس داں	:	سائنسٹ
ٹکنیک کا ماہر (انجینئر)	:	ٹکنیکریٹ
ذلت سے بھرا ہوا	:	توہین آمیز

کسی علمی، ادبی موضوع پر مذاکرہ یا مباحثہ	:	سینما
تلائش و جستجو، حقیقت کی چھان بین	:	تحقیق
جج ہونے کی تائید، ثبوت	:	تمدید
محنت و مشقت، کسی کام کو بہت لگن سے انجام دینا اور اس کے لیے محنت کرنا	:	عرق ریزی
غیریب، مفلس	:	نادر
ظاہر ہونا، کھلنا	:	انکشاف ہونا
سو نے کا کمرہ	:	خواب گاہ
راتوں کو جا گنا	:	شب بیداری

غور کرنے کی بات

● کسی کے پاس دولت کا نہ ہونا اتنا بڑا عذاب نہیں ہے، جتنا دولت کا بے حساب ہونا۔ انسان جب دولت کے نئے میں سرشار ہوتا ہے تو وہ فطرت کی نعمتوں ہی سے دور نہیں ہو جاتا بلکہ خود غرض بھی ہو جاتا ہے۔ حسن اخلاق سے اسے کوئی مطلب ہوتا ہے اور نہ عام انسانی ہمدردی ہی اس کے لیے کوئی معنی رکھتی ہے۔ سب سے بڑی چیز جس سے وہ محروم ہوتا چلا جاتا ہے، وہ راتوں کی نیند اور دل کا سکون ہے۔ ان چیزوں کو پانے کے لیے وہ نیند کی گولیوں اور انجکشن کے استعمال پر مجبور ہوتا ہے۔ اس افسانے میں افسانہ نگار نے انجکشنوں کے منفی اثرات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ یہ سونے والے جب کسی انسان کو کاٹ لیا کرتے تھے تو وہ بغیر تڑپے مر جاتا تھا، دولت مندا ایسے لوگوں سے پناہ مانگنے لگے اور پل دوپل کی نیند کے لیے خدا سے دعا مانگنے لگے۔

سوالات

- .1 شہزادے نے 'ملک' ہوا میں کیا دیکھا؟
- .2 شہزادے نے ہوا کی دیوبی سے کیا سفارش کی؟

- .3 دو دلار کھروپے ملنے کے بعد لوگوں کے طرز زندگی میں کیا فرق پیدا ہوا؟
- .4 سامنہ دانوں نے کیا دوا ایجاد کی اور کیوں؟
- .5 لوگوں پر نیند کے نجکشناں کا کیا اثر ہوا؟
- .6 دولت مندوں نے آخر میں خدا سے کیا دعا مانگی؟

عملی کام

آزادی کے بعد لکھے جانے والے کم سے کم پانچ افسانے پڑھیے اور یہ بتائیے کہ ان میں کس قسم کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ ●